خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (ضحیٰ:۱۱)

جشنِ بہاراں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ناشر

مکتبہ طیبہ ۱۲۶ / کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

سن اشاعت: صفر ۱۴۳۱ھ / فروری ۲۰۱۰

انتساب

O..................عالمِ بالا کے اُن صف بستہ فرشتوں کے نام

O..................پروردگارِ عالم جن کی قسم کھا رہا ہے

O..................جوشب و روز تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور درود وسلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

جھلکیاں

١......خوشیاں مناؤ۔

٢......عہدِ وفا۔

٣...... پیامِ محبت، ذکرِ ولادت باسعادت سے پہلے

٤......حضرت ابراہیم علیہ السلام

٥......حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

٦......حضرت عیسیٰ علیہ السلام

٧...... یادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہود ونصاریٰ

ذکرِ ولادت، ولادت باسعادت کے بعد

٨......حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

٩......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

١٠......حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

١١......محدث کبیر ابن جوزی

١٢......ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ

١٣......ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی معروف بابن جوزی

١٤......ابوالفضل شہاب الدین احمد معروف بابن حجر عسقلانی

☆☆☆

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خوشیاں مناؤ

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَبِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ھُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ (سورۂ یونس:۵۸)

کہہ دیجئے یہ اللہ کے فضل سے ہے، یہ اللہ کی رحمت سے ہے۔تو اس پر خوشیاں منائیں۔وہ ان کی سب جمع پونجی سے بہتر ہے۔

(۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عہد وفا

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا.......فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟.......سب نے عرض کی.......ہم نے اقرار کیا...... فرمایا......تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔(سورۂ آل عمران:۸۱)

(۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیام محبت

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کا مکان یہ چیزیں، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے (عذاب نازل کرے) اور اللہ سرکشوں کو راہ نہیں دیتا........(سورۂ توبہ:۲۴)

(۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام

(۵)

حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام

اے رب! ہمارے بھیج اُن میں ایک رسول انہیں میں سے

کہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے، بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (سورۂ بقرہ:١٢٩)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(٦)

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا......اے بنی اسرائیل!......میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام 'احمد' ہے۔ (سورۂ صف:٦)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(٧)

یادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور

یہود و نصاریٰ

اور اس سے پہلے وہ (یہود و نصاریٰ) اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (سورۂ بقرہ:٨٩)

ذکر ولادت باسعادت کے بعد

(۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۸ھ.......۶۸۷ء)

علامہ زرقانی نے بحوالہ تنویر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال اور چند افراد قوم کو جمع کر کے ان کے سامنے وقائع ولادت بیان فرما رہے تھے اور حمد الٰہی اور درود رسالت پناہی میں مصروف تھے کہ اچانک سرورِ دوجہاں شفیعِ مجرماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کا یہ حال ملاحظہ فرما کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا: "حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ" میری شفاعت تم پر حلال ہوگئی۔ (یعنی لازم ہوگئی)

(مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ: مواعظ مظہری ۱۹۷۰ء کراچی رص: ۱۸۶ر۱۸۷)

صحابیِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(م۔۵۰ھ)

دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد یعنی حضرت عروہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم (جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور مدینہ منورہ کے مشہور عالم وفقیہ بھی ہیں) روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر رکھا کرتے تھے تاکہ وہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فرماتے ''اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) سے حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد فرمائے'۔ جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کے الزامات کا جواب دیتے رہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھتے رہیں۔

توشہ میں، غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغان دلِ زار، حُدی خواں بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدمِ حضرتِ حسّان بس ہے

(۱) ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۳۳۶ (۲) شرح شمائل ترمذی شریف (سید محمد امیر شاہ گیلانی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء: ص ۳۲۸)

(۱۰)

امام المحدثین امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(م۔ ۱۷۹ھ/۷۹۵ء)

امام المحدثین جب حدیث پاک بیان فرماتے تو یہ اہتمام فرماتے...... پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طلیسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے...... ان کے لیے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا۔ اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خضوع و خشوع سے اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان فرماتے اُگر سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی۔

عرض کیا گیا، آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا: مجھے تعظیم رسول سے پیار ہے میں بغیر وضو اور سکون ووقار کے حدیث بیان نہیں کرتا۔

(اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء: ص ۵۵/ بحوالہ قاضی عیاض: شفا شریف)

(۱۱)

محدث کبیر علامہ ابن جوزی

(م۔ ۵۹۷ھ/ ۱۲۰۱ء، بغداد شریف)

یہ عمل حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ ومدینہ، مصر، یمن وشام، تمام بلادِ عرب اور مشرق ومغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔ (محدث ابن جوزی: المیلاد النبی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء بغداد شریف)

☆☆☆

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

☆☆☆

(۱۲)
ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی

(م۔۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لیے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے۔

(محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء: ص/۲۱)

☆☆☆

کچھ اور طریقے غم جاناں نہ بتائے
دیوانہ ہے جو قیس کو دیوانہ بتائے
اے راستے والو! جسے کچھ واں کی خبر ہو
للہ ہمیں یار کا کاشانہ بتائے

(۱۳)
ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی
دمشقی معروف بامام ابن جزری

(م۔۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)

شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی مومن و موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا

ہے قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے۔ (امام قسطلانی: مواہب اللدنیہ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۲۷)

(۱۴)

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد

معروف بابن حجر عسقلانی

(م ۔ ۸۵۲ھ / ۱۴۴۸ء)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو اُن سے دریافت فرمایا کہ "تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟"....انہوں نے کہا: یہ دن نہایت مقدس ہے، مبارک ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق فرمایا اور موسیٰ (علیہ السلام) کو نجات بخشی اور ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں"......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہم موسیٰ (علیہ السلام) کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(معلوم ہوا جس دن اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کا نزول ہو یا کسی مصیبت سے نجات ہو نہ صرف اسی دن بلکہ ہر سال اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے)۔

(شاہ احمد سعید مجددی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء ص ۲۳)

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصرِ دنی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضور

اے میں ندا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں
باغ میں شکر وصل تھا، ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کا ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں
جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیش جلوہ زمزمہ رضا کہ یوں

(۱۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ (امام قسطلانی: مواہب اللدنیہ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۲۷)

یارب! عطا ہو مجھ کو وِلا اُن کے نام کی
شیدا پہ جن کے آتش دوزخ حرام کی
صدقہ اُنہیں کا اُن کے غضب سے بچا مجھے
دشمن پہ جن کے نعمت جنت حرام کی

(۱۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(م۔ ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء)

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے اعمال فساد نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور

نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

اے اللہ!

وہ کون سا مقام ہے جہاں میلا پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعہ سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اخبارالاخیار (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، ص/۶۲۴)

ارشادِ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جب مجھے غسل دے چکو اور کفن دے چکو تو میرے تخت کے سامنے درود پیش کرنا پھر چلے جانا پھر سب سے پہلے جو درود پیش کرے گا وہ جبرئیل (علیہ السلام) ہوں گے۔ پھر میکائیل (علیہ السلام) پھر اسرافیل (علیہ السلام) پھر ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) یہ سب کے سب اپنے اپنے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ آئیں۔ پھر تم فوج درفوج میرے پاس آنا اور مجھ پر درود پڑھنا اور خوب خوب سلام بھیجنا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج/۴، ص/۵۴، مطبوعہ مبارک پور (۱) سلیمان بن احمد اللخمی الطبرانی (م۔۳۶۰ھ) المعجم الکبیر۔ (۲) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم (م۔۴۰۵ھ): المستدرک (۳) ابوبکر احمد بن الحسینی البیہقی (م۔۴۵۴ھ) السنن الکبریٰ)

تعمیل ارشاد

جب مرد فارغ ہو گئے، عورتیں حاضر ہوئیں اور جب عورتیں فارغ ہو گئیں تو بچے حاضر ہوئے، جس طرح نماز میں مردوں عورتوں اور بچوں کی صفوں کے سامنے صف بہ صف کھڑے ہو کر درود وسلام پیش کیا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ، ج/۲، ص/۵۴)

(۱۷)

حضرت شاہ احمد سعیدی مجددی

(م۔۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ءمدینہ منورہ)

جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود وسلام بھیجا کرتے تھے ہمیں چاہیے کہ ہم آپ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں۔کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعہ شکر بجالائیں۔

(شاہ احمد سعید مجددی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء: ص/۲۴)

(۱۸)

حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی

(م۔۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ءمکہ مکرمہ)

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی واُخروی ہے۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: فیصلہ ہفت مسئلہ: مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص/۵،۱۱۱)

(۱۹)

شیخ محمد بن علوی المالکی الحسینی

(استاد مسجد حرام مکہ مکرمہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کے لیے بہت بڑا انعام واکرام ونعمت ہے نیز اس لیے کہ تمام کائنات پر آپ کے وجود مسعود کو فضیلت حاصل ہے۔

(محمد بن علوی المالکی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء/ص۸، ۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۰)

انقلاب حسین

چاند چمک رہا ہے.........ستارے کھل رہے ہیں، نور کی پھوار پڑ رہی ہے.........اچانک غلغلہ بپا ہوا، ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا.........لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا دیکھو! دیکھو! آج وہ طلوع ہوگیا.........آج وہ آنے والا آگیا.........وادی مکہ کے سناٹے میں یہ آواز گونج گئی.........سب حیران کہ یہ ماجرا کیا ہے؟.........کس کا انتظار تھا......کون آرہا ہے؟......... ہاں سونے والو! جاگ اٹھو! آنے والا آگیا.........نور کی چادر پھیل گئی، میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں، بصرائے شام کے محلات نظر آنے لگے۔(۱) سارے عالم میں اُجالا ہوگیا، ہاں یہ کون آیا سویرے سویرے؟.........وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آگئی، نور کے بادل چھا گئے، دور دور تک

بارش ہورہی ہے ، حد نظر تک نور کی چادر تنی ہے ، عجب سماں ہے ،عجب منظر ہے!.........ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا! ....تاریکیاں چھٹ گئیں ، روشنیاں بکھر گئیں،جدھر دیکھونور ہی نور، جدھر دیکھو بہار ہی بہار ....تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے،مسرتیں پھوٹ رہی ہیں، رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں،سارا عالم نہایا ہوا ہے، ذرّے ذرّے پر مستی چھائی ہوئی ہے......... ہاں یہ اُجلا اُجلا سا سماں ، یہ مہکی مہکی سی فضائیں، یہ مست مست ہوائیں جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔

ہاں بہار آئی بہار آئی.........زندگی میں بہار آئی ، دماغوں میں بہار آئی ، دلوں میں بہار آئی، روحوں میں بہار آئی، علم وحکمت میں بہار آئی ،تہذیب وتمدن میں بہار آئی، فکروشعور میں بہار آئی ، عقل وخرد میں بہار آئی .... برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں، صدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں، گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں،مندی مندی سی آنکھیں روشن ہوگئیں،بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں ، رندھی رندھی سی آوازیں کنکھنانے لگیں ....ڈوبتے ہوئے ابھرنے لگے، سہمے ہوئے چہکنے لگے، روتے ہوئے ہنسنے لگے، صدیوں کے دبے ہوئے ، پسے ہوئے سرفراز ہونے لگے،خون کے پیاسے محبت کرنے لگے، ہارنے والے جیتنے لگے.........بکھرے ہوئے خیال یک جا ہوگئے،منتشر قوتیں سمٹ گئیں،ضعیف وناتواں ایک قوت بن کرابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان احسن تقویم میں بنایا گیا،''اشرف المخلوقات'' کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا.........زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے،سب دیکھنے لگے،سب تکنے لگے،سب بلائیں لینے لگے،سب فدا ہونے لگے،سب آرزوئیں کرنے لگے،سب تمنائیں کرنے لگے، وہ کیا آئے کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش ودل ربا معلوم ہونے لگا۔

ہاں آج ان کی آمد آمد ہے،آج عید کا دن ہے،آج خوشی کا دن ہے ....ایسا حسین انقلاب آیا کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا......... ایسی بہار

آئی کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی......... ایسا حسین انقلاب آیا کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہاں

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبیِ یار کا جواب کہاں؟

(۲۱)

عیدوں کی عید

عید کا دن ہے، بچے خوشیاں منا رہے ہیں.........وہ جانِ جاناں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے.........فاروق اعظم حاضر ہوئے ہیں.........بچوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں.........یہ کیا ہو رہا ہے؟.........مگر دیکھئے دیکھئے وہ جانِ جاں، وہ روف و رحیم، رحمۃ للعالمین فرما رہے ہیں.........چھوڑ و چھوڑ و، اے عمر! ان بچوں کو چھوڑ دو......... ہاں! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے۔ آج ہماری عید ہے۔(۲)

........اور دیکھئے دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں اور آپ ہاتھ اٹھائے پروردگار عالم سے دعا مانگ رہے ہیں۔

اے اللہ! اے پالنہار! آسمان سے ہمارے لیے (پکے پکائے کھانوں کے) خوان اُتار تا کہ وہ ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لیے عید ہو جائے۔(۳)

جس دن آسمان سے کھانا اترے وہ دن ''عید'' تو غور فرمائیں کہ جس دن وہ جانِ جاں تشریف لائے وہ دن ''عیدوں کی عید'' کیوں نہ ہو!.........جس دن رزق اترے وہ دن ''عید'' ہو جائے تو جس دن قاسم رزق اترے وہ دن ''عید'' کا دن کیوں نہ ہو؟.........اللہ کے محبوبوں اور پیاروں کی ولادت کے دن معمولی دن نہیں.........رب کریم حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرما رہا ہے:

اور سلامتی ہے اس دن جس دن پیدا ہوا۔(۴)

اور دیکھئے دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک طفل شیر خوار، گہوارے میں لیٹے کیا فرما رہے ہیں:

اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا۔(۵)

اللہ! اللہ! یوم ولادت کا ذکر فرما کر دنیا والوں کو بتا دیا کہ دنیا میں آنے والے آتے ہیں مگر ہمارے محبوبوں اور پیاروں کا آنا کچھ اور ہی بات ہے......... ان کی زندگی کا یہ دن یادگار دن ہے......... ہاں سلام ہو اس دن پر! بے شک یہ یادگار دن ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ''پیر'' کے دن کے لیے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میں پیر ہی کے دن پیدا ہوا اور پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن ہجرت کی ہے۔(۶)

جس دن اللہ کے محبوبوں کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ پیش آتا ہے اس دن کو ''ایامُ اللہ''(۷) میں شمار کر لیا جاتا ہے اور جو واقعہ پیش آتا ہے اسے شعائر اللہ(۸) قرار دے دیا جاتا ہے......... سبحان اللہ!......... کیوں نہ ہو جب کہ ان کا ہاتھ اپنا ہاتھ اور ان کی زبان اپنی زبان قرار دے......... تو پھر ان کے دن اس کے دن اور ان کی ادائیں اس کی ادائیں کیوں نہ ٹھہریں؟......... یہ ایک رَمزِ محبت ہے جس کو محبت والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

☆☆☆

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
اے خار طیبہ دیکھ کر دامن نہ بھیگ جائے

یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو
اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو
ان کے سوا رضاؔ کوئی حامی نہیں جہاں
گذرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

(حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(٢٢)

آمد بہار

ظہور قدسی ۵۶۹ء میں پیر کے روز ہوا.........جب یہ خوشخبری آپ کے چچا ابو لہب کو اس کی کنیز ثُوَیبَہؓ نے سنائی تو ابولہب نے خوشخبری سنتے ہی اس کو آزاد کر دیا......... اللہ اللہ! آپ کی آمد آمد نے سب سے پہلے عورتوں کو آزادی کا مژدہ سنایا جو صدیوں سے پس رہی تھیں.........یہ پہلا جشن تھا پھر دوسرا جشن آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے منایا اور آپ کا عقیقہ کیا.........جب ہم قرآن حکیم کو دیکھتے ہیں تو وہاں آپ کی تشریف آوری پر بطور خاص احسان جتایا جا رہا ہے.........اللہ کی نعمتیں تو بہت ہیں، بے حد و بے شمار مگر جان نعمت آپ ہی ہیں اسی لیے احسان جتایا جا رہا ہے اور ارشاد ہو رہا ہے۔ یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا۔(١٠) یہی نہیں بلکہ انعام و احسان عظیم کا چرچا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(١١)

چرچا بھی کرو، خوشیاں بھی رچاؤ.........ارشاد ہو رہا ہے:۔اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لیے.........آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے)

اس پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کی سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔ (۱۲)
بے شک آپ کی ذات قدسی سب دھن دولت سے بہتر ہے جبھی تو یہ اعلان فرمایا:

آپ فرمادیجیے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان، یہ چیزیں اللہ اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راہ دیکھو کہ اپنا حکم لائے اور اللہ سرکشوں کو راہ نہیں دیتا۔ (۱۳)

ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنادیں، دنیا میں آنے والے ہر انسان کا جن میں دل الجھتا ہے........ایک ایک چیز لبھاتی ہے........مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہوں گی۔ سب چیزوں سے دل ہٹانا ہوگا........بس انہیں سے دل لگانا ہوگا........خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (۱۴)

اور بعض علما و مبلغین یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی بات نہ کیجئے یہ بات چھپانے کی ہے........کوئی کہتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کی باتوں سے (معاذ اللہ) کفر و شرک پھیلتا ہے........مگر اللہ تعالیٰ نے تو محبت کی بات نہ چھپائی، بلاشبہ یہی بات تو ظاہر کرنی ہے جو چھپانا چاہتا ہے یا دوسروں کو چھپانے کی تلقین کرتا اور جان بوجھ کر ایسی آیات تلاوت نہیں کرتا اور ایسی احادیث بیان نہیں کرتا جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ادب و محبت کے جذبات پیدا ہوں تو وہ اللہ کی منشا کے خلاف بات کرتا ہے اور جو اللہ کی منشا کے خلاف بات کرتا ہے عقل یہ کہتی ہے کہ وہ سرکش ہے........اسی لیے تو آیۂ کریمہ میں ارشاد فرمایا: ''اللہ سرکشوں کو راہ نہیں دیتا'' ....ورنہ محبت کی باتوں میں سرکشی کا کیا ذکر!........ہم

کو نیک دلی سے اپنے طرزِ فکر اور طرزِ عمل کا محاسبہ کرنا چاہیے، دشمنانِ اسلام کے ہاتھ مضبوط نہ کرنا چاہیے........ہم غیر شعوری طور پر بہت سی غلطیاں کرتے چلے جاتے ہیں اور کوئی جگانے والا ہم کو نہیں جگاتا........حیف صد حیف!........اللہ اکبر! اس کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ آنے سے پہلے ہی وہ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانا پہچانا تھا........قرآن حکیم شاہد ہے۔(بقرہ:۱۴۶)........کوئی بھی شخصیت جب ہی جانی پہچانی ہوتی ہے جب اس کا بار بار ذکر کیا جائے........جس کا ذکر نہ کیا جائے وہ بھلا دی جاتی ہے........تو قرآن حکیم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے دوسری امتوں نے آپ کا اتنا ذکر کیا، اتنا ذکر کیا کہ لوگ آپ کو اس طرح جاننے پہچاننے لگے جیسے اپنے بچوں کو۔(بقرہ:۱۴۶)........

غور فرمائیں جب تشریف آوری سے پہلے اتنا ذکر کیا گیا تو پھر تشریف آوری کے بعد اُمّت محمدیہ کو کتنا ذکر کرنا چاہیے؟........اس سوال کا جواب عقل سلیم سے پوچھئے۔

بے شک محبت نہیں تو کچھ نہیں........ساری عبادتیں، ساری ریاضتیں، ساری شب بیداریاں، زہد و تقویٰ کی ساری داستانیں........سب ہیچ ہیں۔ہاں

مستیِ عشق مصطفیٰ قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو
بادہ فیض، جام جام، کیف عطا، سُو بہ سُو

☆☆☆

(۲۳)

جشن بہار

ہاں ذکر تھا ولادت باسعادت پر خوشیاں منانے اور شادیاں رچانے کا........
۶۱۰ء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ اپنا عقیقہ کیا۔(۱۵) اور اس طرح گویا جشن ولادت فرمایا........یہی نہیں آپ نے منبر پر کھڑے ہوکر اپنا حسب ونسب اور حالات زندگی بیان فرمائے۔(۱۶)........حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ولادت فرمایا۔(۱۷) حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات بیان فرمائے۔(۱۸)........بعض صحابۂ کرام کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کا ذکر ولادت اور شمائل وفضائل بیان کیے اور آپ نے خود سماعت فرمائے........دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں متعدد صحابہ نے نعتیہ قصائد پیش کئے، آپ خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔(۱۹)........۹ھ/۶۳۰ء میں غزوہ تبوک سے واپسی پر سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں، آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے ہیں اور ذکر ولادت کے لیے اجازت طلب فرمارہے ہیں........دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت مل گئی۔ خوشی خوشی، لہک لہک کے یہ منظوم مولودنامہ پیش فرمارہے ہیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد ولا بشر
انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة ترکب السفین وقد

الجم نسرا واھلہ الغرق

تنقل من صلب الی رحم

اذا مضی عالم بدا طبق

وردت نار الخلیل مکتتما

فی صلبہ انت کیف یحترق

حتی احتوی بیتک المھیمن من

خندق علیاء تحتھا النطق

وانت لما ولدت اشرقت الا

رض وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذٰلک الضیاء وفی الن

ور وسبل الرشاد فخترق

ا.......آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

۲........پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت پوست اور نہ خون بستہ۔

۳........بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے بت ''نسر'' کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا۔

۴........آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے۔

۵.......آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے، جب ان کے صلب میں

تھے وہ کیوں کر جلتے ؟

۶........تا آں کہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے۔

۷........جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

۸........تو اب ہم اس ضیائے نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔(۲۰)

دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ پہلا ذکر ولادت تھا جس کا سلیقہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو بتایا........حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ولادت اور آپ کے فضائل وشمائل بیان فرمائے۔(۲۱)........اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل سجانے کا سلیقہ جلیل القدر امام حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا۔ جب آپ محبوب کی باتیں سناتے اور ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تو کیا کرتے؟ توجہ فرمایئے اور ذرا غور سے:

پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے........ان کے لیے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا........اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خضوع اور خشوع سے اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے اگر سلگاتے اور اس تخت پر اس وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی۔(۲۲)

عرض کیا گیا آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟........فرمایا: مجھے تعظیم رسول سے پیار ہے، میں بغیر وضو اور سکون و وقار کے حدیث بیان نہیں کرتا۔(۲۳)

اللہ اللہ! یہ تھے امام دار الہجرت، اُمّت مسلمہ کے امام جنہوں نے عمر بھر اُمّت

مسلمہ کو قرآن وحدیث کا درس دیا۔ اگر ادب سیکھنا ہے تو ان سے سیکھئے .... اگر تعظیم کا سلیقہ سیکھنا ہے تو ان سے سیکھئے .... یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ قانونِ الٰہی کے مطابق منظّم و مربوط ہوتا گیا .... خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین اور علمائے اُمّت نے سنتوں کو ایک نظم دیا........ گھر بنانے والے نے گھر بنایا اور سجانے والوں نے اس کو خوب سجایا اور سجانے کا حق ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور ان پر اپنی بیکراں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری چوتھی ہجری میں نظم میں آچکی تھی پھر آج سے سات سو برس پہلے ایک نیک باطن اور متقی انسان عمر بن ملا محمد موصلی علیہ الرحمہ نے اس کو باضابطہ قائم کیا۔ (۲۴) .... ان کی پیروی میں مجاہد کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی کے عزیز سلطان اربل ملک ابوسعید مظفر الدین نے ساتویں صدی میں سرکار سطح پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منایا........ ابن خلکان اربلی شافعی (م۔ ۶۸۱ھ/۱۲۸۳ء) اس جشن کے عینی شاہد ہیں۔ (۲۵) .... تاریخ مرآۃ الزماں کے مطابق اس جشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے۔ (۲۶) .... ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک جلیل القدر عالم ابوالخطاب عمر بن حسن دِحیہ کلبی اندلسی بلنسی (م۔ ۶۳۰ھ/۱۲۳۲ء) نے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا "**التنویر فی مولد السراج المنیر**"........ یا........ "**التنویر فی مولد البشیر والنذیر**" (۲۷) .... عالم موصوف ۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء میں سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی جس پر ان کو ایک ہزار اشرفیاں انعام میں ملیں (۲۸) .... شاہان اسلام کے دل میں میلاد پاک کی یہ قدر ومنزلت تھی........ سلطان اربل کے علاوہ دوسرے باشاہوں نے بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منایا۔ شاہِ مصر نے یہ جشن منایا۔ جس کے عینی شاہد علامہ ابن جزری ہیں۔ وہ اس جشن میں شریک ہوئے (۲۹) .... اس جشن میں ایک ہزار مثقال سونا خرچ کیا جاتا تھا........ سلطان ابوحموسی تلسمانی اور ان سے قبل مغرب اقصی اور

اندلس کے سلاطین جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔
(٣٠)........اس جشن کی تفصیل ابوعبد اللہ تونسی ثم تلمسانی نے اپنی تصنیف "راہ الارواح" میں بیان کی ہے۔

(٢٤)

استقبال بہار

یہ تو تھیں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں ....لیکن ساتویں یا آٹھویں صدی ہجری کی بات ہے کہ جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی (٦٨٣ھ/٧٥٦ھ) کی خدمت میں علمائے وقت حاضر ہیں، مجلس جمی ہے، حاضرین میں علما ہی علما ہیں........کسی عالم نے اس مجلس مبارک میں امام صرصری کے نعتیہ اشعار پڑھے، وہ امام صرصری جنہیں علامہ محمد بن یوسف شافعی صالحی نے "سبل الھدیٰ والرشاد" میں "حسانِ وقت" اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عاشق صادق کہا ہے اور اہل حدیث عالم مولوی نذیر حسین دہلوی نے "امام جلیل" اور "مجتہد کبیر" لکھا ہے۔ ہاں جب اس محفل پاک میں اس عاشق صادق کے یہ اشعار پڑھے گئے:

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذھب
علی فضۃ من خط احسن کتب
وان ینھض الاشراف عند سماعہ
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

ترجمہ:۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کے لیے یہ بھی کم ہے کہ (یہ مدح) جو سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور بے شک عزت وشرف والے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہوجاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دو زانو ہوجاتے ہیں۔(٣١)

یہ شعر سنناتھا اچانک امام تقی الدین سبکی اوران کے ساتھ ہی سارے علما سروقد کھڑے ہوگئے ۔(۳۲) ....وہ کیا کھڑے ہوئے سارا عالم کھڑا ہوگیا........ اللہ تعالیٰ جب اپنے محبوب کی کسی ادا کو پسند فرماتے تو اسی طرح عام کردیتے ہیں.......آج عالم اسلام میں محفلِ میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سلام وقیام انہیں فاضل جلیل کی یادگار ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اللہ کے فرشتوں کی سنت ہے جس پر امام تقی الدین نے عمل فرمایا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

بے شک اللہ اوراس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔(۳۳)

اور پھر اسی قرآن حکیم میں پروردگار عالم ان درود بھیجنے والوں کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

ان صف بستہ فرشتوں کی قسم۔(۳۴)

پھر ۱۱ھ/۶۳۴ء میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مدینہ منورہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے سامنے کھڑے ہوکر درودوسلام پیش کیا، یہ صحابہ کرام کی بھی سُنّت ہے........

اللہ کے فرشتوں اور اللہ کے محبوبوں کے اس عمل کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے والوں نے محبوب رکھا ہے۔ چنانچہ پاک وہند کے مشہور عالم، مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی اور ہم سب کے مخدوم ومحترم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م۔۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) تحریر فرماتے ہیں:۔اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہے بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہے اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔(۳۵)

بے شک ہر عاشق کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس عاشق وصادق کی پیروی کرے........میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ محفلیں اور قیام وسلام کی یہ محفلیں آج

سے نہیں صدیوں سے جاری وساری ہیں ....چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ (م ۔ ۵۹۷ھ/۱۲۰۰ء) کا بیان ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ محافل میلاد پاک دورِ جدید کی ایجاد ہیں یا صدیوں سے علما اور صلحائے اُمّت کا اس پر عمل رہا ہے........علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

یہ عمل ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ ومدینہ میں، مصر ویمن وشام، تمام بلادِ عرب اور مشرق ومغرب میں ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری وساری ہے اور وہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں........اور

........ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی

........خوشیاں مناتے ہیں

........غسل کرتے ہیں

........عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہیں

........زیب وزینت اور آراستگی کرتے

........عطر وگلاب چھڑکتے

........سرمہ لگاتے

اور ان دنوں خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد وجنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں........اور میلاد مبارک سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک واحتشام کرتے ہیں........اور اس اظہار مسرت وخوشی کی بدولت خوب اجر وثواب اور خیر وبرکت، سلامتی وعافیت، کشادگی رزق، مال ودولت، اولاد، پوتوں، نواسوں

میں زیادتی ہوتی ہے........اور آباد شہروں میں امن وامان اور
سلامتی اور گھروں میں سکون وقرار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔(۳۶)

یہ تھے اس محدث وقت کے تاثرات جو عالم اسلام میں آج سے تقریباً ۹ سوسال پہلے پیدا ہوئے........اللہ اللہ! محبت کرنے والے کب سے اپنے محبوب کی یاد مناتے چلے آرہے ہیں۔ حافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے کہ مصر واندلس ومغرب کے بادشاہ بڑی شان وشوکت سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں۔(۳۷) اور نورالدین ابوسعید بورانی نے لکھا ہے کہ اس مبارک موقع پر اطراف وجوانب کے علما جمع ہوتے ہیں اور یہ شان وشوکت دیکھ کر کافر وگمراہ لوگ جلتے ہیں۔(۳۸)........ پاکستان میں بھی سرکاری وغیر سرکاری سطح پر بڑے تزک واحتشام سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔

ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کی عادتیں اور رسمیں قبول کرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان رسموں کو بھی اپنا رہے ہیں جنہوں نے معاشرے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کو مٹایا........وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ........اللہ کے محبوب اور پیارے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم ان کی عادتیں اپنائیں یا اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن؟........یقیناً اللہ کے محبوب زیادہ مستحق ہیں........تو پھر قیل وقال اور حیل وحجت کو ترک کر کے ہم کو معقول راہ اختیار کرنی چاہیے اور اللہ کے محبوبوں کی راہ پر چلنا چاہیے کہ قرآن حکیم نے اسی راہ کو صراط مستقیم کہا ہے(۳۹)........سچ یہ ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ایک عالمی حقیقت بن چکی ہے اور متفقہ طور پر ملت اسلامیہ کا اس پر عمل ہے ....ذرا انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اٹھائیں اور مقالہ نگار کا یہ فیصلہ سماعت فرمائیں:

ا........ عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے۔(۴۰)

۲........ آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متفقہ طور پر منایا جاتا ہے۔(۴۱)

(۲۵)

جمہور و جمہوریت

کاروان حیات رواں دواں ہے ....اس کو قرار نہیں ، یہ بے قرار ہے ....نہ معلوم کب ارواح کو پیدا کیا گیا پھر وہ سفر کرتیں نہ جانے کب اس عالم آب وگل میں آئیں ....حیران و پریشان ....یہ دنیا ہے یا کوئی عجائب خانہ؟ ....یہاں رنگ برنگ کے اقوال واعمال اور ماکولات ومشروبات کا ایک ڈھیر لگا ہے ....کیا کہیں کیا نہ کہیں؟ ....کیا کریں کیا نہ کریں؟ ....کیا کھائیں کیا نہ کھائیں؟ ....کیا پئیں کیا نہ پئیں ؟........عقل حیران ہے دل پریشان ہے........قربان جایئے اس رحمٰن ورحیم کے کہ اس رؤف ورحیم کو بھیجا جس نے خوب ناخوب اور جائز ناجائز کی ہم کو تمیز سکھائی اور اعلان فرمایا:۔

........حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔

........اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔

........اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو ہے۔(۴۲)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جو عفو و مباح ہے اس میں بحث ومباحثہ کی اجازت نہ دی۔(۴۳) کہ ایسے اُمور میں بحث و مباحثہ ملت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے لیکن اگر پھر بھی کوئی ایسے اُمور میں بحث ومباحثہ کرتا ہے اور اپنی طرف سے حلال وحرام کا حکم لگا تا ہے تو اس کے لیے قرآن حکیم میں یہ وعید اور تنبیہ موجود ہے:

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تا کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح

نہیں پاسکتے۔(۴۴)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے اُمور کے جواز واستحباب کے بارے میں جن کے متعلق کتاب اللہ میں خاموشی اختیار فرمائی ہمارے سامنے تین اصول رکھے ہیں۔ ہر بات کو، ہر کام کو ان اصولوں پر آسانی سے جانچا جاسکتا ہے.......زمانہ متحرک ہے ایک حالت پر نہیں رہتا، معاشرے میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔، یہ ایک فطری عمل ہے، اس کو کوئی نہیں روک سکتا........حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصول متعین کر کے ان تبدیلیوں کا رخ بھی متعین کر دیا اور ایک بڑی الجھن ختم ہوگئی۔

پہلا اصول

جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔(۴۵)

دوسرا اصول

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کے لیے اس کا ثواب ہے اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے جب کہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔(۴۶)

تیسرا اصول

جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل دین سے نہیں وہ مردود ہے۔(۴۷)

جس کو اللہ نے پسند فرمایا یا اس کے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے........ صحابہ نے پسند فرمایا یا تابعین و تبع تابعین نے........ صلحائے اُمّت نے پسند فرمایا

علمائے اسلام کی اکثریت نے، شریعت کی اصطلاح میں یہ سب دین میں داخل ہے، دین سے جدا نہیں........مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ایسے اُمور کے لیے جن کو مسلمانوں کی اکثریت اچھا نہیں سمجھتی........ یا وہ اُمور جن کی اصل دین سے نہیں، ایسے تمام نو پیدا اُمور کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدترین اُمور قرار دیا ہے۔(۴۸)........اس حدیث مبارک سے یہ مطلب لینا کہ ہر نو پیدا بات گمراہی ہے صحیح نہیں........اس دعوے کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ شریعت بلکہ ایسی نا معقول باتوں کو شارع اسلام علیہ السلام سے منسوب بھی نہ کرنا چاہیے........جس نے ملت اسلامیہ کو حکمت و دانائی کی تعلیم دی، معاذ اللہ وہ ایسی غیر حکیمانہ بات نہیں فرما سکتا........ متلاشیان حق کے لیے مندرجہ بالا اصولوں کے علاوہ ایک اور حکیمانہ ہدایت فرمادی، آپ نے فرمایا:۔

تم سوادِاعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا جہنم میں گیا۔(۴۹)

مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں سواد اعظم کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے:

''سوادِاعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔(۵۰)

یہی وہ جماعت ہے جس کے متعلق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا جہنم میں گیا۔(۵۱)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اکثریت کے ساتھ رہنے کی شدید تاکید فرمائی ہے۔آپ نے بڑے دل نشیں انداز میں اس حقیقت کو سمجھایا ہے اور ایک حدیث میں گمراہی کی ساری قسموں کو بیان فرما کر ہدایت کی راہ دکھائی........آپ نے فرمایا:۔

جس طرح بکری کے لیے بھیڑیا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے........(بھیڑیے کی عادت ہے کہ وہ) گلہ سے بھاگنے والی........اور دور چلی جانے والی........اور ایک جانب رہ جانے والی........بکریوں کو پکڑ لیتا ہے........تم اپنے آپ

کو گھاٹیوں سے بچاؤ...... اور ہر حال میں ''جماعت''اور'' جمہور'' کے ساتھ رہو۔(۵۲)

اس حدیث شریف میں تین قسم کے گمراہوں کا ذکر فرمایا ہے:

ا........ایک وہ جو سوادِاعظم کو چھوڑ کر چلے گئے۔

۲........دوسرے وہ جنہوں نے سواداعظم کو چھوڑا تو نہیں خود کو'' سوادِ اعظم'' سے وابستہ کہتے ہیں مگر دور چلے گئے۔

۳........تیسرے وہ جنہوں نے سوادِاعظم کو چھوڑا ابھی نہیں، دور بھی نہیں گئے مگر ایک طرف ہو گئے۔

گمراہوں کا ذکر کر کے فرمایا جس طرح بھیڑیا گلہ کو چھوڑنے والی، دور چلے جانے والی، اور ایک طرف کو رہ جانے والی بکریوں کو پکڑ لیتا ہے اسی طرح سواداعظم کو چھوڑ کر جانے والوں یا دور چلے جانے والوں یا ایک طرف کو رہ جانے والوں کو شیطان پکڑ لیتا ہے........اسی لیے آپ نے مسلمانوں کو شدید تاکید فرمائی۔

تم اپنے بھائیوں کو گھاٹیوں سے بچاؤ۔(۵۳)

اور ساتھ ہی فرمایا:

ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔(۵۴)

اس آخری ہدایت نے کسی بحث و مباحثہ کی گنجائش نہ چھوڑی اور خام خیالی کا ازالہ فرمادیا کہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہماری جماعت میں تو پڑھے لکھے زیادہ ہیں اس لیے ہم حق پر ہیں اور فلاں جماعت میں ان پڑھ زیادہ ہیں اس لیے وہ حق پر نہیں ....اگر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی پہلی اکثریت ان پڑھوں پر مشتمل تھی ....نبیِ اُمی، ان پڑھوں میں مبعوث ہوئے اور ان کو دانا و بینا بنادیا........کسی جماعت میں ان کا ہونا اس کی دلیل ہے کہ اکثریت ان کے ساتھ ہے کیوں کہ عوام کی اکثریت بالعموم ان پڑھ ہے۔ بہر حال حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسلمانوں کو یہ واضح

ہدایت ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی اکثریت اور عوام کے ساتھ رہیں ....آپ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔(۵۵)

اگر کوئی پوچھنے والا پوچھنا چاہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہدایات فرمائیں، خود قرآن حکیم آپ کے ارشاد کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

تو اس سوال کا تفصیلی جواب قرآن حکیم میں موجود ہے........ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔(۵۶)

پھر فرماں برداری اور اطاعت اس شان کی ہونی چاہیے کہ کسی مسئلے میں جھگڑے کی نوبت نہ آئے اس لیے فرمایا:

اور اللہ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔(۵۷)

لیکن اگر جھگڑا ہو ہی جائے تو اس کو نمٹانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کا حل تلاش کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی طرف رجوع کیا جائے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

پھر اگر تم میں کسی بات پر جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور رجوع کرو۔(۵۸)

صرف رجوع کرنا ہی کافی نہیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے حاکم اور عادل تسلیم کیا جائے۔ اسی لیے فرمایا:۔

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو

اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔(۵۹)

پھر جو فیصلہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صادر ہو جائے اس میں قیل وقال اور بحث ومباحثہ کی گنجائش نہیں۔ اس لیے ارشاد ہوتا ہے:

اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔(۶۰)

لیکن اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے سے روگردانی کی گئی تو:

اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔(۶۱)

مندرجہ بالا آیات سے یہ واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کو بلا قیل وقال تسلیم کرنا چاہیے، بحث ومباحثہ میں پڑ کر خواہ مخواہ ملت کا شیرازہ منتشر نہ کرنا چاہیے........ جن اُمور میں اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق بغیر کسی تردد کے قبول کرنا چاہیے........ اس میں شک نہیں کہ وہ اُمور جن کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں یا وہ نیک کام جو مسلمانوں نے ایجاد کیے یا وہ نو پیدا اُمور جن کی اصل دین سے ہے یقیناً مستحب اور مستحسن ہیں۔ ایسے اُمور کا کرنا، نہ کرنے سے بدر جہاں بہتر ہے اور ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سُنّت الٰہی بھی ہے اور سُنّت انبیا علیہم السلام بھی۔ اس پر خلفائے راشدین، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور صلحائے اُمّت کا عمل رہا ہے۔ دورِ جدید میں مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد ایک ملی اور قومی ضرورت ہے۔

(۲۶)

ذکر واذکار

حقیقت یہ ہے کہ انبیا، صلحا کے ذکر واذکار دلوں میں قوت پیدا کرتے ہیں اور انسان کو حوصلہ اور ہمت بخشتے ہیں یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے جس کا اندازہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بہت سے انبیا ورسل کا ذکر ہے، ان کے

مصائب و آلام، ان کی ہمت و استقامت، ان پر انعام و اکرام کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم نے ان ذکر و اذکار کی یہ حکمت بیان فرمائی:

اور (اے محبوب!) ہم رسولوں کے احوال سب کچھ تم سے بیان کرتے ہیں جس سے تمہیں دل کا مضبوط کر دیں۔ (۶۲)

معلوم ہوا کہ دل کو قوی رکھنے کے لیے اہل عزیمت اور بلند ہمتوں کے احوال سنانا سنتِ الٰہی ہے اور سننا سُنّت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

چنانچہ ڈاکٹر اقبال مرحوم مجالس و محافل کے انعقاد پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لیے ان کا ہونا ضروری ہے........ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہونے کا فخر اور گھمنڈ دل میں نہ پیدا کرے گی تب تک ان کے سینوں میں اولوالعزمی، بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہو سکتی۔ (۶۳)

اس نفسیاتی پس منظر میں ڈاکٹر اقبال، محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لیے اس وجہ سے ضروری ہے کہ اُسوہ رسول پر نظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے ....ان جذبات کو قائم رکھنے کے لیے تین طریقے ہیں۔ (۶۴)

ڈاکٹر اقبال نے جن تین طریقوں کی نشان دہی کی ہے وہ مختصراً یہ ہیں:۔

........انفرادی طور پر درود و سلام پڑھنا۔

........اجتماعی طور پر محافل عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منعقد کرنا۔
........کسی مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر اتباع سُنّت کی عملی تربیت حاصل کرنا۔

اس میں شک نہیں کہ دور جدید میں مسلمانوں کی دماغی اور قلبی تربیت اور کردار سازی کے لیے محافل عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ محافل خلاف شرع اُمور اور ریا کاری اور نمود و نمائش سے پاک ہوں۔ متحدہ عرب امارات کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبد العزیز المبارک محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ (٦٥)

(۲۷)

انفصال واتصال

مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہتمام صدیوں سے ہوتا چلا آیا ہے........آپ ماضی کی طرف پیچھے چلیں اور پیچھے چلیں........ایک صدی پیچھے چلیں دو صدی پیچھے چلیں اور تمام نو پید فرقوں اور جماعتوں کو بھی پیچھے چھوڑتے جائیں (٦٦) تو آپ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوں گے کہ دور جدید کے ہر نو پید فرقے اور جماعت کے اجداد کا تعلق اسی ایک جماعت سے تھا جس کو اصطلاح شریعت اور اصطلاح عوام میں ''سواد اہل سُنّت و جماعت'' کہا جاتا ہے اور جس کا نشان امتیاز صدیوں سے محفل میلاد رہا ہے........لیکن عقل یہ سوال کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات اور تسلسل و تواتر کے باوجود پھر اختلاف نے شدت کیوں اختیار کی اور مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں کیوں بٹ گئے؟.......تو ان

اختلافات کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں راقم کے نزدیک ایک اہم سبب سیاسی بھی ہے جو قابل توجہ ہے۔........

دو ڈھائی سو سال پہلے دنیا کے تین براعظموں پر پھیلے ہوئے سوادِ اعظم کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برطانوی محکمۂ جاسوسی نے ایک جامع پروگرام بنایا اور آنے والی صدیوں میں تسلسل وتندہی کے ساتھ اس پر عمل ہوتا رہا۔(اب یہودی بھی اس مہم میں سرگرم ہیں)اس پروگرام کے مختلف اہداف تھے۔ان اہداف میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور صلحائے اُمّت کی ذوات عالیہ سرفہرست نظر آتی ہیں کیوں کہ ان حضرات عالیہ سے وابستگی دین کا صحیح شعور اور اسلام کی سچی محبت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کو اس حد تک دیوانہ بنادیتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے........یہی دیوانگی دشمنان اسلام کے لیے صدیوں سے سردرد بنی رہی.......اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا کہ اندرونی اور بیرونی سازشوں کے ذریعہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صلحائے اُمّت کی محبت مسلمانوں سے چھین کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کردیا جائے۔

اٹھارویں صدی کے ایک برطانوی جاسوس ہمفرے کی خفیہ یادداشتوں سے دشمنان اسلام کے پوشیدہ عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ان یادداشتوں میں پہلے قوت کے ان سرچشموں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں سے مسلمان قوت حاصل کرتے ہیں.......قوت کے ان سرچشموں میں مندرجہ ذیل کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے:

۱.......پیغمبر (اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اہل بیت، علما اور صلحا کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا۔(۶۷)

۲........سادات کا احترام اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود وسلام کے مستحق ہیں۔(۶۸)

قوت کے مختلف سرچشموں کی نشاندہی کے بعد ان یادداشتوں میں برطانوی

محکمہ جاسوسی کی طرف سے مسلمانوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے، ان کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی ہدایات دی ہیں جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان ہدایات میں مندرجہ ذیل قابل توجہ ہیں:۔

۱........ ضروری ہے کہ دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اوران کی آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کر کے لوگوں کو زیارت سے روکا جائے۔

۲........ دوسرا اہم کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عمامے اتروائیں تاکہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور علما کا احترام چھوڑ دیں۔(۶۹)

۳........ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بدعت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ و مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔(۷۰)

ماضی کی تاریخ آپ کے سامنے ہے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دشمن کے ان پوشیدہ عزائم کو کس کس نے پورا کیا اور بعض حضرات اب بھی پورا کرنے میں لگے ہیں........شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اللہ بہتر جانتا ہے........شاید ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس عظیم بین الاقوامی سازش کا شکار ہیں........ماضی میں یہ سازشیں چھپی چھپی سی تھیں مگر اب گردش زمانہ نے نقاب اُلٹ دیا ہے........ضرورت ہے کہ ہم ہوشمندی اور تدبر سے کام لیں۔ اپنی بکھری ہوئی قوت کو یک جا کریں........اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں پیدا ہونے والے فرقوں سے دامن کش ہو کر سلف صالحین کی اس راہ کو اپنائیں جس نے مہ و پروین کا امیر بنایا تھا........ہمیں اپنے اسلاف کرام سے رشتہ جوڑنا چاہیے........اس عشق کی جوایں وآں سے بے نیاز کر کے آفاقی

بنا دیتا ہے........جو پستیوں سے نکال کر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے........جو مور بے مایہ کو سلیماں بنا دیتا ہے۔

ہاں اُسوہ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کو دل وجان سے اپنایئے........ان کی ایک ایک ادا کو دل سے لگایئے........ ہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچا کیجئے۔ محفل میلاد سجایئے، جشن میلاد منایئے........کہ آسماں سے زمین تک ان کا چرچا ہے، درود وسلام کے گجرے آرہے ہیں، جارہے ہیں........ذکر بلند ہورہا ہے........ ہاں ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بلندیوں کا امین ہے........ان کی حیات مبارکہ کی ایک ایک آن رفعتوں کی پاسدار ہے........وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے جہاں حمد کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔ جہاں نعمت کی بارش ہورہی ہے........ ہاں!

علیک صلوٰۃُ اللہ یا داعیَ الھُدی

علیک سلامُ اللّٰہِ یا خیرَ معتصمِ

علیک صلوٰۃُ اللّٰہِ یا دارَ حکمۃٍ

علیک سلامُ اللّٰہِ یا جامعَ الکلمِ

علیک صلوٰۃُ اللّٰہِ یا آیۃَ الرضا

علیک سلامُ اللّٰہِ یا مُفْخِرَ النَّسَمِ

علیک صلوٰۃُ اللّٰہِ یا صاحبَ اللواءِ

علیک سلامُ اللّٰہِ یا معدنَ الحِکَمِ

ایا نسیمَ صبا اِنْ زُرتَ روضتَہٗ

سَلِّمْ عَلٰی المصطفی صاحبِ النِّعَمِ

وَقِفْ عِنْدَ مَضْجِعِہٖ فِیْ مُوَاجَھَتِہٖ

وَبَلِّغْ صَلٰوتِیْ وَتَسْلِیْمِیْ عَلٰی رُوْحِ اکْرَمٖ (۷۲)

☆☆☆

........۵ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ احقر محمد مسعود عفی عنہ
۲۲/ اپریل ۱۹۸۸ء پرنسپل
یوم جمعہ المبارک گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

☆☆☆

ڈاکٹر محمد اقبال

عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت مقبول ومفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کو خوشنودی اور خلق خدا کا بہبود کا جامع ہو یہ اور صرف یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہوکر پوری مستعدی اور اخلاص سے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اشاعت کرنا دین ودنیا، مغفرت ونجات، مذہب وسیاست اور رضائے حق اور قبول الٰہی جملہ سرشتوں کی جان ہے۔(۷۳)

رہا قیام مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے مگر جو کرتے ہیں وہ برا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں سر سید احمد خاں کی مجلس میلاد شریف میں حاضری کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے۔ اس میں سر سید آکر بیٹھتے تھے اور آخر تک بیٹھے رہتے تھے، سلام کے موقع پر سب ساتھ کھڑے ہوجاتے تھے اور سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔(۷۴)

حواشی اور حوالے

۱۔ابوالفدا ءعماد الدین اسماعیل ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ (ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء: ص/۱۴/۱۶)

۲۔اشرف علی تھانوری: السرور ظہور النور، مطبوعہ ساڈھورہ، ص/۳۳

۳۔قرآن کریم: سورۂ مائدہ/۱۱۴

۴۔قرآن کریم، سورۂ مریم/۱۵

۵۔قرآن کریم، سورۂ مریم/۳۳

۶۔(الف) مسلم بن حجاج قشیری: مسلم شریف/ج/۱،ص/۷۔

(ب)ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء/ج ۱/ص ۲۱/۲۲۔

۷۔قرآن حکیم: سورۂ ابراہیم/۵

۸۔قرآن حکیم: سورۂ بقرہ/۱۲۵ قرآن حکیم: سورۂ آل عمران/۹۷

۹۔(الف)ابوالفضل شہاب الدین احمد علی ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج/۹، ص/۱۱۸۔

(ب)عبدالرزاق صنعانی: منصف، ج/۷، ص/۴۷۸۔

(ج)بدرالدین عینی: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج/۲ ص/۹۵

۱۰۔قرآن حکیم: سورۂ آل عمران: ۱۶۴

۱۱۔قرآن حکیم: سورۂ ضحٰی: ۱۱

۱۲۔قرآن حکیم: سورۂ یونس/۵۷/۵۸

۱۳۔قرآن حکیم: سورۂ توبہ/۲۴

۱۴۔(الف)ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: بخاری شریف، ج/۱ ص/۱۰۴

(ب)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج/۱، ص/۱۴۰۔

(ج)ابوالحسن بن الحاج قشیری نیشاپوری: مسلم شریف، ج/۱، ص/۱۴۰/۱۴۱

۱۵۔شاہ احمد سعید مہاجر مدنی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور/۱۹۸۳ء، ص/۲۳۔

۱۶۔(الف)امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ترمذی شریف، ج/۲، ص/۲۶۰/۲۶۱۔

(ب)مسلم بن حجاج قشیری: مسلم شریف، ج/۳، ص/۴۱۷۔

(ج)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج/۳، ص/۱۱۹/۱۳۳۔

۱۷۔(الف)ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: بخاری شریف، ج/۳، ص/۲۴۹/۲۸۳/۲۸۴۔

(ب)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج/۲، ص/۳۸۸/۳۸۹/۳۹۵۔

۱۸۔ایضاً

۱۹۔محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور/۱۹۸۷ء، ص/۱۰۔

۲۰۔ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص/۱۳۲/۱۳۳۔

۲۱۔ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج/۳، ص/۱۳۲/۱۳۳۔

۲۲۔(الف)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج ۳/ ص/ ۱۳۰۔
(ب)احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص/ ۴۴۔
۲۳۔ایضاً ص/ ۴۴۔
۲۴۔(الف)محمد بن علی یوسف دمشقی شامی: سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرہ خیر العباد۔
(ب)عبدالحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
۲۵۔قاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان: وفیات الاعیان انباء الزماں، مطبوعہ قاہرہ/ ۱۹۴۷ء۔
۲۶۔علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور، ص/ ۳۳۔
۲۷۔ایضاً
۲۸۔(الف)ایضاً ص/ ۳۳
۲۹۔عبدالسمیع رامپوری: انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) مطبوعہ مرادآباد، ص/ ۲۶۱۔
۳۰۔شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ص/ ۳۳۔
۳۱۔(الف)عبدالحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص/ ۱۳۳/ ۱۳۴۔
(ب)احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص/ ۱۷/ ۱۸ بحوالہ
(۱)طبقات کبریٰ از شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب بن ابی الحسن تقی الدین سبکی۔
(۲)علی بن برہان الدین حلبی: انسان العیون۔
۳۲۔ایضاً ص/ ۱۲۳/ ۱۲۴۔
۳۳۔قرآن کریم: سورۂ احزاب/ ۵۶/ ۵۷۔
۳۴۔قرآن کریم: سورۂ مومن/ ۷: قرآن کریم: سورۂ نباء/ ۳۸۔
۳۵۔حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: فیصلہ ہفت مسئلہ: (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص/ ۱۱۱
۳۶۔(ا)جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی: بیان میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور، ص/ ۳۴/ ۳۵۔
(ب)شیخ اسمٰعیل حقی: تفسیر روح البیان، ج/ ۹، ص/ ۵۶۔
۳۷۔عبدالسمیع: انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) مطبوعہ مرادآباد، ص/ ۱۷۱/ ۱۷۲۔

۳۸۔ایضاً،ص/۱۷۱/۱۷۲۔
۳۹۔قرآن حکیم سورۂ فاتحہ/۶/۵،سورۂ مائدہ/۴۶۔
۴۰۔انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی،لاہور،ج/۲۱،ص/۸۲۴۔
۴۱۔ایضاً،ص/۸۲۶۔
۴۲۔(الف)ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری:بخاری شریف،ج/۱،ص/۱۱۷/۱۱۸۔
(ب)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۵۵/۵۹۔
(ج)عبدالحق محدث دہلوی:اشعۃ اللمعات،ج/۱،ص/۱۳۷/۱۳۸۔
۴۳۔(الف)ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری:بخاری شریف،ج/۱،ص/۱۱۷/۱۱۸۔
(ب)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۲۲۔
(ج)عبدالحق محدث دہلوی:اشعۃ اللمعات،ج/۱،ص/۱۳۷/۱۳۸۔
۴۴۔قرآن حکیم:سورۂ نحل/۱۱۷۔
۴۵۔(الف)امام محمد:مؤطا امام محمد،ص/۱۰۴۔
(ب)ابن قیم:کتاب الروح،ص/۱۰۔
۴۶۔(الف)مسلم بن حجاج قشیری:مسلم شریف/ج/۳،ص/۱۸۷۔
(ب)عبدالحق محدث دہلوی:اشعۃ اللمعات،ج/۱،ص/۱۵۷۔
۴۷۔(الف)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۴۹/۵۰۔
(ب)علی قاری بن سلطان محمد ہروی:مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج/۱،ص/۲۱۵۔
(ج)عبدالحق محدث دہلوی:اشعۃ اللمعات،ج/۱،ص/۲۵۔
(د)یوسف سید ہاشم رفاعی:ادلۃ اہل السنہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء،ص/۲۳۵۔
۴۸۔ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۲۸۳۔
۴۹۔(الف)ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۵۸۔
(ب)علی قاری بن سلطان محمد ہروی:مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج/۱،ص/۲۴۹/۲۵۰۔
(ج)عبدالحق محدث دہلوی:اشعۃ اللمعات،ج/۱،ص/۱۴۳۔
۵۰۔علی قاری بن سلطان محمد ہروی:مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج/۱،ص/۲۴۹۔
۵۱۔ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف،ج/۱،ص/۵۸۔
۵۲۔ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی:مشکوٰۃ شریف مطبوعہ کراچی،ص/۳۱۔

۵۳۔ایضاً،ص ۳۱۔

۵۴۔ایضاً،ص/۳۱۔

۵۵۔(الف) ایضاً مشکوٰۃ شریف مطبوعہ لاہور ج/۱،ص/٦۔

(ب) علی قاری بن سلطان محمد ہروی: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج/۱،ص/۲۵۵۔

(ج) عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات، ج/۱،ص/۱۴٦۔

۵٦۔قرآن حکیم: سورۂ نساء/۸۰۔

۵۷۔قرآن حکیم: سورۂ انفال/۴٦۔

۵۸۔قرآن حکیم: سورۂ نساء/۵۹۔

۵۹۔قرآن حکیم: سورۂ نساء/٦۵۔

٦۰۔قرآن حکیم: سورۂ نساء/۲۰۔

٦۱۔قرآن حکیم: سورۂ آل عمران/۳۲۔

٦۲۔قرآن حکیم: سورۂ ہود/۱۲۰۔

٦۳۔نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء،ص/۵۔

٦۴۔غلام دستگیر: آثار اقبال مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۴٦ء،ص/۳۰۵۔

٦۵۔خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء،ص/۴٦۲۔

٦٦۔قرآن حکیم: سورۂ انعام/۱٦۰۔

٦۷۔ہمفرے کے اعترافات مطبوعہ لاہور،ص/۹۸۔

٦۸۔ایضاً،ص/۹۸۔

٦۹۔ایضاً،ص/۱۰۴/۱۰۵۔

۷۰۔ایضاً،ص/۱۳۰۔

۷۱۔(الف) ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی: علموا اولادکم محبت رسول اللہ، مطبوعہ جدہ، ۱۹۸۸ء۔

(ب) ابوالحسن علی ندوی: نقوش (رسول نمبر) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج/۱،ص/۳۳۔

۷۲۔مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی (م ۱۱۷۴ھ/۱۷٦۱ء)

بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ (مقدمہ) مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹٦٦ء،ص/۸۸۔

۷۳۔سید نور محمد: میلاد شریف اور علامہ اقبال، کراچی ۱۹۹۴ء،ص/۳۵۔

۷۴۔ایضاً،ص/۳۲۔

کتابیات

۱۔قرآن حکیم (ترجمہ مفتی احمد رضا خاں بریلوی) مطبوعہ کراچی ۱۹۲۷ء

۲۔قرآن حکیم (ترجمہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی) مطبوعہ دہلی ۱۹۴۲ء

۳۔قرآن حکیم (محمود حسن دیوبندی) مطبوعہ مغربی جرمنی ۱۹۷۵ء

۴۔ابن اثیر ابی الحسن علی الجزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول مطبوعہ لاہور

۵۔ابن جوزی بغدادی حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن: میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ترجمہ غلام معین الدین نعیمی)

۶۔ابن خلکان اربلی، شمس الدین احمد بن ابراہیم: (وفیات الاعیان انباء الزمان) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء۔

۷۔ابن کثیر ابوالفدا ءعماد الدین اسماعیل: میلاد مصطفیٰ (ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء۔

۸۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری: بخاری شریف (ترجمہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری مظہری) مطبوعہ لاہور۔

۹۔ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم (ترجمہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری مظہری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

۱۰۔ابوالحسن بن الحجاج قشیری نیشاپوری: مسلم شریف، جلد اول، سوم، مطبوعہ کراچی۔

۱۱۔ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، جلد دوم (ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی) مطبوعہ دہلی۔

۱۲۔ابوالفضل شہاب احمد علی بن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد نہم۔

۱۳۔احمد رضا بریلوی: اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء۔

۱۴۔احمد سعید دہلوی شاہ: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء۔

۱۵۔علامہ احمد سعید کاظمی: میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۸۷ء۔

۱۶۔اشرف علی تھانوی: السرور، ظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید میلاد (۱۳۳۲ھ) مطبوعہ ساڈھورہ۔

۱۷۔امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی محمد: فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور۔

۱۸۔انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (پنجاب یونیورسٹی) جلد بست و یکم، مطبوعہ لاہور۔
۱۹۔بدرالدین عینی: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد دوم۔
۲۰۔جلال الدین سیوطی: حسن المقصد عمل المولد۔
۲۱۔خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء۔
۲۲۔عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع: مصنف عبدالرزاق۔
۲۳۔عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات، جلد اول، مطبوعہ لکھنؤ۔
۲۴۔عبدالحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم۔
۲۵۔عبدالسمیع مولانا: انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) مطبوعہ مرادآباد۔
۲۶۔علی قاری بن سلطان محمد ہروی: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول۔
۲۷۔غلام دستگیر رشید: آثار اقبال مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۴۶ء۔
۲۸۔مولانا غلام رسول سعیدی: مقالات سعیدی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء۔
۲۹۔محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف (ترجمہ: دوست محمد شاکر سیالوی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔
۳۰۔محمد بن علی یوسف دمشقی شامی: سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔
۳۱۔محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ کراچی۔
۳۲۔مولانا محمد طفیل نقشبندی: تحفۃ الزائرین حصہ چہارم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء۔
۳۳۔ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی: علموا اولادکم محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ جدہ ۱۹۸۸ء۔
۳۴۔نقوش (رسول نمبر) جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء۔
۳۵۔نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء۔
۳۶۔ہاشم رسول حاجی سید: زندگانی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی ابن ہشام) جلد اول مطبوعہ تہران ۱۳۶۴ء۔
۳۷۔ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور۔
۳۸۔یوسف سید ہاشم: ادلۃ اہل السنہ والجماعہ (ترجمہ: مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء۔

☆☆☆
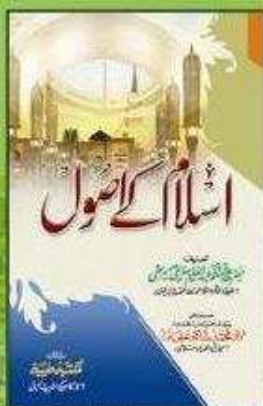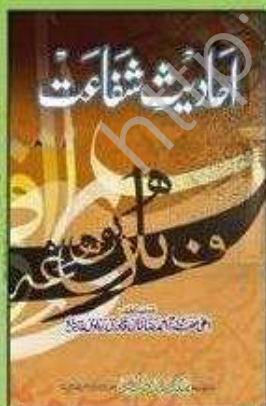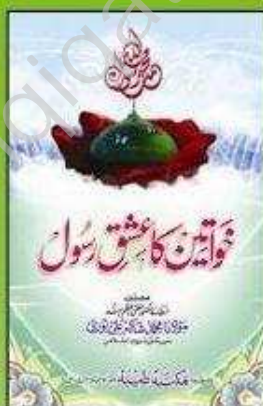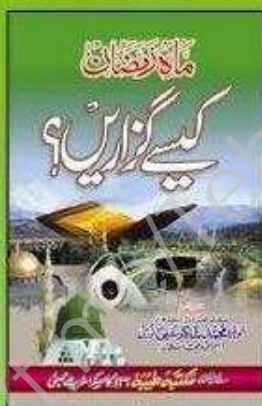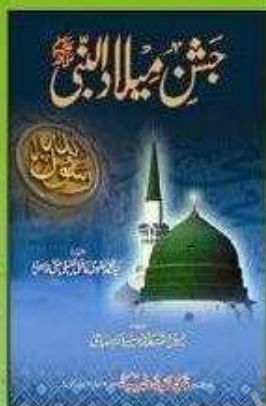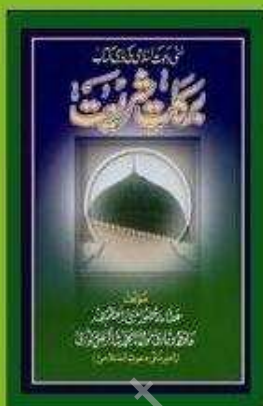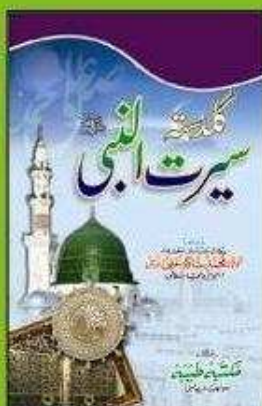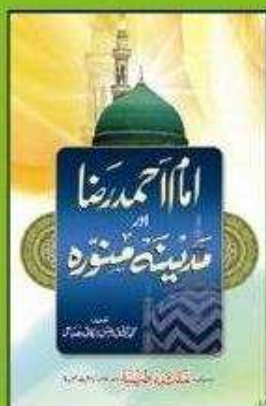
Published by:

MAKTABA-E-TAIBAH

Markaz Ismail Habib Masjid, 126, Kambekar St, Mumbai-3